تحریر:

محمد نعیم خان

جنات کی حقیقت:

اپنی اس پوسٹ میں میری کوشش ہوگی کہ جیسا میں نے سمجھا ہے اس خیال سے کہ یہ حرف آخر نہیں ہے اور اس میں غلطی کی گنجائش ہے .

ا. میرا پہلا استدلال سورہ الحجر کی آیت ۲۷ سے جس میں اللہ کا ارشاد ہے ....

وَالْجَانَّ خَلَقْنَاهُ مِن قَبْلُ مِن نَّارِ السَّمُومِ ﴿٢٧﴾

اور اُس سے پہلے جنوں کو ہم آگ کی لپٹ سے پیدا کر چکے تھے (27)

اس میں لفظ مِن قَبْلُ سے میرا استفسار یہ ہے کہ اگر قرآن سے اس لفظ کو دیکھا جاے تو اس نے جہاں جہاں اس لفظ کو استعمال کیا ہے جیسے پچھلے رسولوں کا ذکر ، کسی قوم کا ذکر وغیرہ ، وہاں جس کا ذکر کیا جا رہا ہے وہ موجود نہیں ہے .وہ ہلاک ہو چکا ہے یا پھر اپنی موت مر کر اس دنیا سے چلا گیا ہے قرآن اس کو ان ہی معنوں میں لیتا ہے

اس ہی طرح جب وہ ایک مختلف نوع کا ذکر کرتا ہے تو اس کا بھی یہی مطلب ہے کہ اب وہ نوع موجود نہیں ہے . اس کی وجہ میرے نزدیک یہی ہے کہ جب یہ زمین ایک آگ کا گولہ تھی تو ایسے وقت میں ایسی مخلوق تخلیق کی گی جو ایسے ماحول کے لیے ساز گار تھی اور جب زمین ٹھنڈی ہو کر موجودہ شکل کی ہوئی تو پہلی مخلوق معدوم ہوگی اور پھر اللہ نے ایک نئی مخلوق کی تخلیق کی جس کو اس نے زمین سے سبزے کی طرح اگیا . اب یہ سوال کہ کیا اللہ ایسا نہیں کر سکتا کہ ایسی مخلوق بنائے جو نظر نہ اے ، جو ایسے ماحول میں رہ لے ، پھر جنّات کا وجود نہ ماننے سے فرشتوں اور اللہ کے وجود پر بھی سوال اٹھتا ہے کہ ان کو پھر بغیر دیکھے کیوں مانا جاے ؟؟؟.

ہر چیز دیکھ کر نہیں مانی جاتی ۔ اللہ کیا کرسکتا ہے اور کیا نہیں یہ زیرے بحث ہی نہیں اس وقت قرآن زیرے بحث ہے کہ وہ ہمیں کیا بتا رہا ہے ۔

۲. دوسرا استدلال میرا آدم و ابلیس کے قصے میں لفظ خلیفہ سے ہے ۔ خلیفہ کا مطلب جانشینی ہے اس کے مزید مطلب میں اقتدار و اختیار بھی شامل ہے ۔ کسی کی موجودگی میں اس کا جانشین نہیں بنا جا سکتا ۔ اس کی عدم موجودگی ضروری ہے ۔ میرے نزدیک انسان اس زمین پر جنوں کا جانشین ہے ۔ جنّات کے بعد اب اس زمین پے خلیفہ انسان کو بنایا گیا ہے جسے انگلش میں successor کہتے ہیں خلیفہ کے لفظ کو سمجھنے کے لیے قرآن کی مندرجہ ذیل آیات کا مطالعہ کریں ۔ ان سب میں اپ کو یہی مطلب ملے گا .... ۶۹:۷، ۷۴:۷ ، ۱۲۹:۷ ، ۱۴۲:۷، ۷: ۱۵۰ ، ۷: ۱۶۹ ۱۰ : ۷۳ ، ۱۱:۵۷ ، ۱۹: ۵۹ ، ۲۴: ۵۵ ، ۲۵:۶۲۳.

۳. میرا تیسرہ استدلال سورہ الانعام کی آیت ۱۲۸ اور ۱۳۰ سے ہے ۔ جہاں جن و انس کے لیے لفظ مَعْشَرَ استعمال ہوا ہے ۔ جس کا اطلاق ایک شخص کے اہل پر ہوتا ہے ، اگر یہاں الگ نوع کے جن مراد ہوتے تو ان کو انسانوں کے ساتھ ایک مَعْشَرَ قرار نہیں دیا جاتا ۔ مَعْشَرَ کے لفظ کو سمجھنے کے لیے قرآن کی آیات ۴:۱۹ ، ۹:۲۴ ، ۲۲:۱۳، ۲۶:۲۱۴، ۵۵:۳۳، ۵۸:۲۲ کا مطالعہ کریں ۔

۴. چوتھا استدلال سورہ الانعام کی آیت ۱۲۸ سے ہے جس میں اسۡتَمۡتَعَ بَعۡضُنَا بِبَعۡضٍ کے الفاظ اے ہیں ۔ جس کے معنی ہم ایک دوسرے سے فائدہ اٹھاتے رہے ہیں ۔ انسان تو ایک دوسرے انسان سے فائدہ اٹھاتے ہیں لیکن وہ نظر نہ آنے والی ہستیاں انسانوں سے اور انسان ان سے کیسے فائدہ اٹھاتے ہیں ؟؟؟؟؟.

۵. پانچواں استدلال سورہ الانعام کی آیت ۱۳۰ سے ہے جس میں الْجِنِّ وَالْإِنسِ أَلَمْ يَأْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنكُمْ کے الفاظ اے ہیں . جس کے معنی جنوں اور انسانوں کے پاس ان ہی میں سے رسول آے . اس آیت میں لفظ رُسُلٌ مِّنكُمْ سے یہ مطلب اخذ نہیں کیا جا سکتا کہ جنوں (جو کے ایک الگ نوع ہے) میں سے جن اور انسانوں میں سے انسان رسول اے اس کی تائید سورہ الاحقاف کی آیت ۲۹-۳۳ سے ہوتی ہے ....

وَإِذْ صَرَفْنَا إِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُونَ الْقُرْآنَ فَلَمَّا حَضَرُوهُ قَالُوا أَنصِتُوا ۖ فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا إِلَىٰ قَوْمِهِم مُّنذِرِينَ ﴿٢٩﴾ قَالُوا يَا قَوْمَنَا إِنَّا سَمِعْنَا كِتَابًا أُنزِلَ مِن بَعْدِ مُوسَىٰ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِي إِلَى الْحَقِّ وَإِلَىٰ طَرِيقٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿٣٠﴾ يَا قَوْمَنَا أَجِيبُوا دَاعِيَ اللَّـهِ وَآمِنُوا بِهِ يَغْفِرْ لَكُم مِّن ذُنُوبِكُمْ وَيُجِرْكُم مِّنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ ﴿٣١﴾ وَمَن لَّا يُجِبْ دَاعِيَ اللَّـهِ فَلَيْسَ بِمُعْجِزٍ فِي الْأَرْضِ وَلَيْسَ لَهُ مِن دُونِهِ أَوْلِيَاءُ أُولَـٰئِكَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴿٣٢﴾

اورجب ہم نے آپ کی طرف چند ایک جنوں کو پھیر دیا جو قرآن سن رہے تھے پس جب وہ آپ کے پاس حاضر ہوئے تو کہنے لگے چپ رہو پھر جب ختم ہوا تو اپنی قوم کی طرف واپس لوٹے ایسے حال میں کہ وہ ڈرانے والے تھے (29) کہنے لگے اے ہماری قوم بیشک ہم نے ایک کتاب سنی ہے جو موسیٰ کے بعد نازل ہوئی ہے ان کی تصدیق کرنے والی ہے جو اس سے پہلے ہو چکیں حق کی طرف ا ور سیدھے راستہ کی طرف رہنمائی کرتی ہے (30) اے ہماری قوم اللہ کی طرف بلانے والے کو مان لو اور اس پر ایمان لے آؤ وہ تمہارے لیے تمہارے گناہ بخش دے گا اور تمہیں دردناک عذاب سے بچا لے گا (31) اور جو اللہ کی طرف بلانے والے کو نہ مانے گا تو وہ زمین میں اسے عاجز نہیں کر سکے گا اور اللہ کے سوا اس کا کوئی مددگار نہ ہو گا یہی لوگ صریح گمراہی میں ہیں (32) کیا انہوں نے نہیں دیکھا جس اللہ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے میں نہیں تھکا اس پر قادر ہے کہ مردوں کو زندہ کردے کیوں نہیں وہ تو ہر ایک چیز پر قادر ہے(33)

ان آیات کے الفاظوں پر غور کریں ... ان آیات میں لفظ كِتَابًا أُنزِلَ مِن بَعْدِ مُوسَىٰ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ کے آئے ہیں . حالانکہ بنی اسرائیل میں حضرت موسیٰ کے بعد بہت سے نبی آ چکے تھے لیکن تفصیلی شریعت حضرت موسیٰ کے بعد کسی پر

نازل نہیں کی گئی ۔ بنی اسرائیل کو انذار میں قرآن میں یہی الفاظ استعمال ہوے ہیں جو اس بات کا ثبوت ہیں کہ یہ کوئی نظر نہ آنے والے الگ نوع کی مخلوق نہیں بلکے انسانوں ہی کے گروہ کا ایک حصہ ہے ۔

پھر اس پر مزید شواہد ان ہی آیات کی ان الفاظ سے ہوتا ہے يَاقَوْمَنَاأَجِيبُوادَاعِيَ اللَّـهِوَآمِنُوابِهِاس میں الفاظ وَآمِنُوابِهِ خاص طور پر توجہ طلب ہیں ۔ قرآن میں تمام احکامات انسانوں کے متعلق ہیں اگر اس قرآن پر ایمان لانا ان جنوں کے لیے بھی ضروری ہوتا تو اس میں کچھ نہ کچھ احکامات کی تفصیل ان جنوں کے لیے بھی ہوتی جو کہ قرآن میں نہیں ملتی ۔ اس پر مزید دلائل اس بات پر ہیں کہ ایک نوع کا رسول دوسرے نوع کے رسول کے لیے حجت نہیں ہو سکتا کیوں کہ اس کے حالت ، واقعیات ، معاشرت کا فرق دوسرے سے کہیں زیادہ ہے جس کی تائید اس آیت میں ملتی ہے

قُل لَّوْكَانَ فِي الْأَرْضِ مَلَائِكَةٌيَمْشُونَ مُطْمَئِنِّينَ لَنَزَّلْنَاعَلَيْهِم مِّنَ السَّمَاءِمَلَكًارَّسُولًا ﴿٩٥﴾

کہہ دو اگر زمین میں فرشتے اطمینان سے چلتے پھرتے ہوتے تو ہم آسمان سے ان پر فرشتہ ہی رسول بنا کر بھیجتے (95)

سورہ بنی اسرائیل آیت ۹۵ یہ انسانوں کو جواب تھا جب وہ یہ کہتے کہ ان پر کوئی فرشتہ رسول کیوں نہیں اتارا گیا ۔ کیوں کہ اللہ کی سنت یہی ہے کہ جس نوع کے لیے رسول بھیجتا ہے وہ اس ہی نوع میں سے بھیجتا ہے ۔

اس پر مزید دلائل روایات ہیں ۔ جن میں حضرت ابن مسعود کی روایات جن میں وہ خود رسول اللہ کے ساتھ شریک تھے بیان کرتے ہیں اور اس میں جو باتیں مشترک ہیں وہ صرف اس قدر ہیں کہ ایک نفر یا چند آدمیوں کی ایک جماعت تھی جن کے آنے کی خبر رسول اللہ کو تھی مگر اپ تنہائی میں رات کے وقت ان سے ملے ہیں اور قرآن شریف ان کو پڑھ کر سنایا ہے اور جہاں وہ رہے ہیں وہاں ان کے نشانات اور آگ جلانے کے نشانات بھی ان کے چلے جانے کے بعد بھی ملے تھے اور یہ باہر سے آئے تھے اور یہ واقعہ مکہ کا تھا ۔ رسول اللہ کا مکے سے باہر جا کر ان سے ملاقات کرنا یہ ثابت کرتا ہے کہ یہ کوئی غیر مری ہستیاں نہیں تھیں ۔ اگر ہوتیں تو تو پھر مکے میں ملاقات کرنے میں کون سا امر مانع تھا ؟؟؟؟

تنہائی کی ضرورت ہی اس لیے پیش آئی کہ کفار انکو تنگ نہ کریں اور پھر ان کے چلے جانے کے بعد ان کے اپنے نشان اور آگ جلانے کے نشان باقی تھے جو انسانوں کو کھانا پکانے وغیرہ کے لیے ضرورت ہوتی ہے . ان پر جن کے لفظ کا اطلاق کیوں ہوا اس کی مفصل بحث اس کے لفظ کی تفصیل میں اے گی انشاللہ .

٦. چھٹا استدلال اس لفظ جن سے ہے . جن کے لفظی معنی وہ شے جو نظروں سے اوجھل ہو ، چھپی ہوئی ہو ، قرآن میں اس کو اصطلاحی اور لغوی دونوں معنوں میں استعمال ہوا ہے . عرب ملائکہ کو بھی جن کہتے تھے کیوں کہ وہ نظر نہیں آتے اور نظروں سے اوجھل ہوتے ہیں . اس ہی طرح ہمارا نفس ہماری نظروں سے اوجھل ہوتا ہے نظر نہیں اتا اس لیے اس پر بھی اس لفظ کا اطلاق ہوتا ہے عربوں کے ہاں یہ عقیدہ مشہور تھا کہ ملائکہ اللہ کی بیٹیاں ہیں اور اس کو قرآن نے متعدد آیات میں بیان کیا ہے . جیسے سورہ النساء آیات ١١٧ . سورہ النحل آیت ٥٧ - ٥٨ ، بنی اسرائیل آیت ٤٠ ، سورہ الزخرف آیات ١٦ تا ١٩ ، النجم کی آیات ٢١ تا ٢٧ .سورہ الصفات کی آیت ١٥٨ میں ملائکہ کے لیے لفظ الجنہ آیا ہے جو اس کے لغوی معنوں میں ہے کیوں کہ ملائکہ بھی پوشیدہ مخلوق ہے . آیت ملاحظہ ہو ...

وَجَعَلُوا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا ۚ وَلَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّةُ إِنَّهُمْ لَمُحْضَرُونَ ﴿١٥٨﴾

اِنہوں نے اللہ اور ملائکہ کے درمیان نسب کا رشتہ بنا رکھا ہے، حالانکہ ملائکہ خوب جانتے ہیں کہ یہ لوگ مجرم کی حیثیت سے پیش ہونے والے ہیں (158)

اس آیت کا سیاق و سباق اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ یہاں اس کے علاوہ کوئی اور مطلب لیا جاے جس کی تائید قرآن کے دوسرے مقامات سے ہوتی ہے . اس پے مزدیک دلائل سورہ الانعام کی آیت ١٠٠ ہے جہاں ملائکہ کے لیے لفظ جن استعمال ہوا ہے

وَجَعَلُوا لِلَّهِ شُرَكَاءَ الْجِنَّ وَخَلَقَهُمْ ۖ وَخَرَقُوا لَهُ بَنِينَ وَبَنَاتٍ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۚ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يَصِفُونَ ﴿١٠٠﴾

اِس پر بھی لوگوں نے ملائکہ کو اللہ کا شریک ٹھیرا دیا، حالانکہ وہ اُن کا خالق ہے، اور بے جانے بوجھے اس کے لیے بیٹے اور بیٹیاں تصنیف کر دیں، حالانکہ وہ پاک اور بالا تر ہے اُن باتوں سے جو یہ لوگ کہتے ہیں (100)

اس لیے قرآن میں ایک لفظ اپنے اصطلاحی اور لغوی دونوں معنوں میں استعمال ہوتا ہے اس ہی طرح دوسرے الفاظ جن میں رسول ، ملائکہ وغیرہ شامل ہیں اصطلاحی اور لغوی دونوں معنوں استعمال ہوے ہیں .

.۷. ساتواں استدلال حضرت آدم کی پیدائش ہے . اگر آدم و ابلیس کے قصے میں آدم کو وہ پہلا انسان مانتے ہیں تو پھر اس پے بہت سے سوالات اٹھتے ہیں جن کے جوابات دے بغیر اس کو حل نہیں کیا جا سکتا . اس کے حق میں سورہ الاعراف کی آیت ۱۱ پیش خدمت ہے جو کہ یہ ہے

وَلَقَدْ خَلَقْنَاكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنَاكُمْ ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ لَمْ يَكُن مِّنَ السَّاجِدِينَ ﴿١١﴾

ہم نے تمہاری تخلیق کی ابتدا کی، پھر تمہاری صورت بنائی، پھر فرشتوں سے کہا آدمؑ کو سجدہ کرو اس حکم پر سب نے سجدہ کیا مگر ابلیس سجدہ کرنے والوں میں شامل نہ ہوا (11)

اللہ نے آدم کا بت بنا کر اس میں روح نہیں پھونکی تھی بلکہ سبزے کی طرح زمین سے اگایا تھا

وَاللَّهُ أَنبَتَكُم مِّنَ الْأَرْضِ نَبَاتًا ﴿١٧﴾

اور اللہ نے تمہیں سبزے کی طرح زمین سے اُگایا (17)

اس پر احباب یہ آیت پیش کرتے ہیں:

إِنَّ اللَّـهَ اصْطَفَىٰ آدَمَ وَنُوحًا وَآلَ إِبْرَاهِيمَ وَآلَ عِمْرَانَ عَلَى الْعَالَمِينَ ﴿٣٣﴾ بیشک اللہ نے چن لیا آدم اور نوح اور ابراہیم کی آل اولاد اور عمران کی آل کو سارے جہاں سے (33)

جس پر میرا یہ اعتراض ہے کہ اس میں تو لفظ چنا آیا ہے جو کسی ایک انسان پر اطلاق نہیں ہوتا جب کے ہمارے پاس سورہ الاعراف کی آیت ۱۱ دلیل کے طور پر موجود ہے کہ زمین پر انسان کی پیدائش کا سلسلہ مختلف حصوں سے شروع ہوا ایک نہیں کئی آدم وجود میں اے اور اس ہی عمل سے ان کی زوج بھی بنائی . اس تشریح کے بعد یہ آیت صحیح قرار پاتی ہے جو احباب پیش کرتے ہیں کہ آدم کو نبوت کے لیے چن لیا . اس پر مزدیل دلیل یہ ہے کہ نبوت کے لیے قوم کا ہونا لازمی ہے ورنہ ایک اکیلا انسان کو نبوت و رسالت کے منصب پے فائز کرنا علم و حکمت دونوں کے خلاف ہے . اس لیے اس واقعہ کو تمثیلی انداز قرار دینے میں ایک نہیں بہت سے شواہد قرآن سے ہی موجود ہیں . پھر اس پر ایک اور آیت جس کا ذکر قرآن میں آدم اور ابلیس کے قصے میں بیان ہوئی ہے جس میں شیطان آدم کو ابدی زندگی اور لازوال سلطنت کا لالچ دیتا ہے . سلطنت یا بادشاہی بغیر کسی عوام کے ؟؟؟؟؟؟. حیرت سے زیادہ کچھ نہیں ..

.۸. آٹھواں استدلال آدم و ابلیس کے قصے میں ملائکہ کا آدم کو سجدہ کرنے کے حکم سے ہے . جب حکم ملائکہ کو دیا گیا تو پھر اس کی نافرمانی بھی ملائکہ نے ہی کی . اب کیوں کہ یہاں ملائکہ کو صرف فرشتے ہی تسلیم کیا گیا ہے . اس کے علاوہ کوئی اور مطلب نہیں لیا گیا اس لیے اس بات کی تاویل کرنی پڑی کہ حکم تو ملائکہ کو دیا گیا تھا لیکن اس میں جن بھی بلواسطہ شامل تھا . اب یہ جن کہاں سے آیا اس کی کوئی تفصیل قرآن میں نہیں ملتی . اب چونکہ ایک آیت میں ابلیس کو جن قرار دیا گیا اس لیے یہاں بھی جن کے وہی معنی لیے گے جو عام ذہنوں میں ہے . اس کے لغوی معنوں نہیں لینا اس سارے قصے کو سمجھنے میں سہو ہے . جب کہ میں اوپر اپنے بیان میں یہ ثبوت پیش کر چکا ہوں کہ قرآن ایک لفظ کو اصطلاحی اور لغوی دونوں معنوں میں استعمال کرتا ہے اور اس کی مثالیں بھی قرآن سے ہی دی ہیں

اس کے علاوہ اس قصے میں سجدہ بھی صرف وہی لیا ہے جو عام ذہنوں میں ہے کہ جو ہم خدا کے آگے کرتے ہیں . جب کہ قرآن میں ایک واضح آیت موجود ہے کہ اس کائنات کی تمام چیزیں انسان کے لیے مسخر کر دی گیں ہیں . آج انسان انہی کو اپنے سامنے جھکا کر ان سے ترقی کرتا ہوا آج یہاں تک پہنچا ہے .

وَلِلَّهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ مِن دَابَّةٍ وَالْمَلَائِكَةُ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ ﴿٤٩﴾

زمین اور آسمانوں میں جس قدر جان دار مخلوقات ہیں اور جتنے ملائکہ ہیں سب اللہ کے آگے سر بسجود ہیں وہ ہرگز سرکشی نہیں کرتے (49)

قرآن کے مطالعہ سے تو ایک بات بلکل واضح ہے کہ یہ انسانوں کی ہدایت کے لیے نازل کیا گیا ہے . اس سے پہلے بھی جو کتابیں نازل کی گی تھیں وہ بھی انسانوں ہی کے لیے ہدایت تھیں . کسی دوسری مخلوق کی ہدایت اس قرآن میں کہیں موجود نہیں ہے . دیکھیں اس بارے میں قرآن کیا کہتا ہے ...

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدَىٰ وَالْفُرْقَانِ (٢ .١٨٥)

رمضان وہ مہینہ ہے، جس میں قرآن نازل کیا گیا جو انسانوں کے لیے سراسر ہدایت ہے اور ایسی واضح تعلیمات پر مشتمل ہے، جو راہ راست دکھانے والی اور حق و باطل کا فرق کھول کر رکھ دینے والی ہیں (١٨٥ء٢)

ایک اور جگہ اللہ کا ارشاد ہے ...

مِن قَبْلُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَأَنزَلَ الْفُرْقَانَ ۗ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ ۗ وَاللَّهُ عَزِيزٌ ذُو انتِقَامٍ ﴿٤﴾ (جیسے) اس سے قبل لوگوں کی رہنمائی کے لئے (کتابیں اتاری گئیں) اور (اب اسی طرح) اس نے حق اور باطل میں امتیاز کرنے والا (قرآن) نازل فرمایا ہے، بیشک جو لوگ اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں ان کے لئے سنگین عذاب ہے، اور اللہ بڑا غالب انتقام لینے والا ہے، (٤ء٣)

ایک اور جگہ ارشاد ہے ...

هَـٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ وَهُدًى وَمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِينَ ﴿١٣٨﴾ یہ لوگوں کے لیے ایک صاف اور صریح تنبیہ ہے اور جو اللہ سے ڈرتے ہوں اُن کے لیے ہدایت اور نصیحت (۳ء۱۳۸)

ان تمام آیات میں هُدًى لِّلنَّاسِ کے الفاظ سے یہ بات بلکل واضح ہے کہ اس قرآن میں جتنی بھی ہدایات ہیں وہ صرف انسانوں کے لیے ہی ہیں .

ایک اور بات قابل غور ہے جو کہ محمّد اسد نے اپنی تفسیر میں سورہ رحمان کی آیت

"اور تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے "

کے حوالہ سے ، امام رازی کا حوالہ دیتے ہوے لکھتے ہیں کہ یہاں ذکر مرد و عورت کا ہے نہ کہ انسان و جن کا... جن کو قرآن میں پورے ۳۱ مرتبہ مخاطب کر کے ارشاد ہوا ہے .

اس سورہ کو شروع سے لے کر آخر تک جن باتوں کا بیان ہے وں صرف انسانوں کے لیے ہی ہیں . اس سورہ کی آیات ۱۱ سے ۱۳ کا مطالعہ کریں جس میں اللہ کا ارشاد ہے ....

فِيهَا فَاكِهَةٌ وَالنَّخْلُ ذَاتُ الْأَكْمَامِ ﴿١١﴾ وَالْحَبُّ ذُو الْعَصْفِ وَالرَّيْحَانُ ﴿١٢﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿١٣﴾ اس میں ہر طرح کے بکثرت لذیذ پھل ہیں کھجور کے درخت ہیں جن کے پھل غلافوں میں لپٹے ہوئے ہیں (11) طرح طرح کے غلے ہیں جن میں بھوسا بھی ہوتا ہے اور دانہ بھی (12)اور تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ (13)

جنوں کے متعلق جو روایات میں بیان ہوا ہے اس کے مطابق جنوں کی خوراک ہڈیاں ، لید، گوبر اور کوئلہ ہے لیکن اوپر پیش کی جانے والی آیات میں جو ، جوار ، گندم ، چاول کھجور ، وغیرہ جملہ اجناس ارضی کو انسانوں کی خوراک بتایا گیا ہے

آگے چل کر اس ہی سورہ کی آیات ٦٨ اور ٦٩ میں پھر ارشاد ہے ...

فِيهِمَا فَاكِهَةٌ وَنَخْلٌ وَرُمَّانٌ ﴿٦٨﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ اُن میں بکثرت پھل اور کھجوریں اور انار (68) اپنے رب کے کن کن انعامات کو تم جھٹلاؤ گے؟ (69)

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب جنات یہ خوراک کھاتے ہی نہیں تو پھر ان کو یہ نعمتیں اور احسان جتانے کا کیا مطلب ؟؟؟؟

پھر اس پر مزید دلائل اس ہی سورہ کی آیت ۲۴ اور ۲۵ ہیں جس میں جس طرح انسان سمندروں اور دریاؤں میں سفر کے لیے کشتیوں کے محتاج ہیں اس ہی طرح جن بھی .

وَلَهُ الْجَوَارِ الْمُنشَآتُ فِي الْبَحْرِ كَالْأَعْلَامِ ﴿٢٤﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٢٥﴾

اور یہ جہاز اُسی کے ہیں جو سمندر میں پہاڑوں کی طرح اونچے اٹھے ہوئے ہیں (24) اپنے رب کے کن کن انعامات کو تم جھٹلاؤ گے؟ (25)

اب ان آیات کو پڑھ کر کوئی یہ کہ سکتا ہے کہ اس سورہ میں بیان ہونے والے جن کوئی الگ نوع کی غیر مری مخلوق ہیں ؟.

دورے نبوی میں شہری اور دیہاتی زندگی کا فرق بہت واضح تھا . رسول اللہ مکہ کی شہری آبادی میں مبعوث ہوے تھے

وَكَذَٰلِكَ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لِّتُنذِرَ أُمَّ الْقُرَىٰ وَمَنْ حَوْلَهَا وَتُنذِرَ يَوْمَ الْجَمْعِ لَا رَيْبَ فِيهِ فَرِيقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيقٌ فِي السَّعِيرِ ﴿٧﴾

ہاں، اِسی طرح اے نبیؐ، یہ قرآن عربی ہم نے تمہاری طرف وحی کیا ہے تاکہ تم بستیوں کے مرکز (شہر مکہ) اور اُس کے گرد و پیش رہنے والوں کو خبردار کر دو، اور جمع ہونے کے دن سے ڈرا دو جن کے آنے میں کوئی شک نہیں ایک گروہ کو جنت میں جانا ہے اور دوسرے گروہ کو دوزخ میں (7)

اب یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب اللہ پاک بدوی عربوں کو الگ سے مخاطب کرتا ہے تو پھر وہ کیوں انہین جنات کا نام الگ سے دے گا؟؟ اگر قرآن کا بطور جائزہ لیں تو قرآن الفاظ کو اس کے اصطلاحی اور لغوی دونوں معنوں میں استعمال کرتا ہے جیسے رسول ، مومن ، مسلم ، شیطان ، وغیرہ اس ہی طرح یہ لفظ جن بھی ایسے ہی قرآن میں استعمال ہوا ہے . جیسے ابلیس کو کہا کہ وہ جنوں میں سے تھا تو یہاں بھی لفظ جن اپنے لغوی معنوں میں استعمال ہوا ہے . اس ہی طرح

بدوی لوگ کیوں کہ شہر سے دور بستے تھے اور کبھی کبھی شہر آتے تھے اس لیے ان کو عرب جن پکارتے تھے . اوپر میں دلائل سے ثابت کر چکا ہوں کہ جنات سے مراد قرآن میں انسان ہی ہیں . اب انسان کیسے جنوں کو شریک ٹھیراتے تھے اس کے لیے آیت ملاحظہ ہو .

وَأَنَّهُ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْإِنسِ يَعُوذُونَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوهُمْ رَهَقًا ﴿٦﴾

اور یہ کہ "انسانوں میں سے کچھ لوگ جنوں میں سے کچھ لوگوں کی پناہ مانگا کرتے تھے، اِس طرح اُنہوں نے جنوں کا غرور اور زیادہ بڑھا دیا" (6)

اللہ کی پناہ مانگنے کے بجاے جنوں (بدوی) کی پناہ مانگتے تھے . یہاں ایک بات قابل غور ہے کہ رجال کا لفظ جنوں پر لا کر صاف بتا دیا کہ یہ انسانوں کی ہی ایک قسم ہے . چھوٹے آدمیوں کا بڑے آدمیوں کی پناہ طالب کرنا معمولی بات ہے .

جیسا کہ اوپر میں نے بیان کیا کہ رسول اللہ مرکزی بستی (شہر) کی طرف رسول بنا کر بھیجے گے تھے . صرف رسول اللہ ہی نہیں بلکے ہر نبی مرکزی بستی (شہر) ہی کی طرف رسول بنا کر بھیجے گے . چند آیات حاضر ہیں .

وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرَىٰ حَتَّىٰ يَبْعَثَ فِي أُمِّهَا رَسُولًا يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِنَا ۚ وَمَا كُنَّا مُهْلِكِي الْقُرَىٰ إِلَّا وَأَهْلُهَا ظَالِمُونَ ﴿٥٩﴾

اور تمہارا رب شہروں کو ہلاک نہیں کرتا جب تک ان کے اصل مرجع میں رسول نہ بھیجے جو ان پر ہماری آیتیں پڑھے اور ہم شہروں کو ہلاک نہیں کرتے مگر جبکہ ان کے ساکن ستمگار ہوں (۵۹)

وَمَا أَرْسَلْنَا فِي قَرْيَةٍ مِّن نَّذِيرٍ إِلَّا قَالَ مُتْرَفُوهَا إِنَّا بِمَا أُرْسِلْتُم بِهِ كَافِرُونَ ﴿٣٤﴾

اور ہم نے جب کبھی کسی شہر میں کوئی ڈر سنانے والا بھیجا وہاں کے آسودوں (امیروں) نے یہی کہا کہ تم جو لے کر بھیجے گئے ہم اس کے منکر ہیں (۳۴)

اس پر مزید دلائل ہیں لیکن یہ اتنا مفصل ٹوپک ہے کہ اس کو جتنا اختصار سے پیش کیا جاے بہت سے گوشے ایسے ہیں کہ جو تشنہ رہ جاتے ہیں . یہ مضمون حرف آخر ہر گز نہیں لیکن اندھیرے میں تیر چلانے سے بھی گریز کیا جاے . صرف یہ کہنا کہ اللہ ایسا کیوں نہیں کرسکتا ، ویسا کیوں نہیں کرسکتا علمی دنیا میں کوئی مقام نہیں رکھتا . **واللہ وعالم**

☆☆☆☆☆